8 اسلامی بینکاری

اسلامی بینکاری کی اساس اسلامی معاشی ماڈل ہے جس میں تجارتی اور مالی لین دین کے لیے شریعت کے اصولوں کے مطابق ایک ضابطہ اخلاق متعین کیا جاتا ہے۔ اس ماڈل کا فلسفہ خطرے اور منافع کی شراکت کی اخلاقی بنیادوں پر قائم ہے جس کا مقصد معاشرے میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا ہے۔

اسلامی بینکاری کی نمایاں ترین شکل میں اسلامی مالیات تیزی سے مالکاری کا ایک متبادل بنتی جارہی ہے۔ 1963ء میں خاصے چھوٹے پیمانے پر اس کا آغاز ہوا تھا جب مصر میں پہلا اسلامی بینک قائم ہوا۔ آج اسلامی مالیات کے شعبے کے دس کھرب ڈالر کے اثاثے ہیں اور اب اس میں متعدد مصنوعات استعمال کی جارہی ہیں جیسے انفرااسٹرکچر اور مکاناتی مالکاری، اثاثوں کا انتظام، تکافل، صکوک کے ذریعے قرضوں کا اجرا وغیرہ۔ اس شعبے کی شرح نمو، خصوصاً حالیہ برسوں میں برق رفتار رہی ہے اور جغرافیائی اعتبار سے بھی اس میں وسعت آئی ہے۔

پاکستان میں بھی اسلامی بینکاری نے 2002ء میں[1] اپنی از سرنو ابتدا کے بعد تیزی سے ترقی کی ہے اور یہ روایتی مالی اداروں کے شانہ بشانہ مالی وساطت کے متبادل کا کام کررہی ہے، جو اس شعبے میں اثاثوں اور امانتوں دونوں کی 60 فیصد سے سالانہ نمو سے ظاہر ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ متوازی نظام کسی مذہبی پابندی یا مجبوری کی وجہ سے نہیں، خود اپنی خوبیوں کی بنا پر آگے بڑھ رہا ہے۔ پوری بینکاری صنعت میں اسلامی بینکوں اور روایتی بینکوں کی اسلامی شاخوں کا مشترکہ حصہ امانتوں میں 4.2 فیصد اور اثاثوں میں 4.3 فیصد ہے۔[2] یہ 6 برسوں کی مختصر مدت میں یہ دیگر ممالک کے مقابلے میں متاثر کن کارکردگی ہے۔ بحرین، ملائشیا اور انڈونیشیا کی کارکردگی یہ ہے کہ ان ملکوں میں اسلامی بینکاری کا حصہ بالترتیب 30 برسوں بعد 8 فیصد، 25 برسوں بعد 13 فیصد اور لگ بھگ ایک دہائی بعد 1.7 فیصد ہے۔ اس نمو کی رفتار سے فائدہ اٹھانے کے لیے بینک دولت پاکستان نے حال ہی میں اسلامی بینکاری صنعت کے لیے اپنا اسٹریٹجک پلان متعارف کرایا جس کے تحت 2012ء تک بینکاری صنعت میں اسلامی بینکاری کا حصہ بڑھا کر 12 فیصد لانے کا پروگرام ہے۔[3]

جدول 8.1: صف اول کے 500 اسلامی اداروں کے زیر انتظام اثاثے

ارب امریکی ڈالر

خطہ	2007ء	2006ء	فیصد تبدیلی
خلیج تعاون کونسل کے ممالک	178.1	127.8	39.4
مشرق وسطیٰ وشمالی افریقہ کے ممالک جو جی سی سی کے رکن نہیں	176.8	136.1	29.9
مشرق وسطیٰ وشمالی افریقہ کے ممالک، مجموعی	354.9	263.9	34.5
صحرائے اعظم کے جنوبی ممالک	4.7	3.0	54.9
ایشیا	119.3	98.7	20.9
آسٹریلیا/یورپ/امریکہ	21.5	20.3	5.8
دنیا	500.5	386.3	29.6

ماخذ: بینکر میگزین 2008ء

اس باب میں 2007ء اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان میں اسلامی بینکاری کی کارکردگی کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے۔[4] عالمی حالات پر مختصراً نظر ڈالنے کے بعد کارکردگی کے اہم اظہاریوں اور موجودہ معاشی ماحول میں اسلامی بینکوں کی مالی اصابت اور استحکام پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ سال کے دوران خطرات اور اہم واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

8.1 عالمی حالات

جدول 8.1 میں صف اول کے 500 اسلامی مالی اداروں کے زیر انتظام اثاثوں کی جغرافیائی تقسیم اور نمو دکھائی گئی ہے۔ یہ واضح ہے کہ حالیہ برسوں میں خصوصاً خلیج اور مسلم ممالک میں اسلامی بینکاری کی پسندیدگی اور قبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔ ایس اینڈ پی کی ریٹنگ سروسز کے ایک تخمینے کے مطابق ان علاقوں میں بینکاری کے 20 فیصد استعمال کنندگان اب روایتی پراڈکٹ پر ملتی جلتی اسلامی مالی پراڈکٹ کو ترجیح دیتے ہیں۔[5] اگرچہ اسلامی مالیات مسلمان ملکوں میں زیادہ غالب ہے تاہم کچھ عرصے سے لندن، ٹوکیو، ہانگ کانگ اور سنگاپور جیسے علاقوں میں جو بین الاقوامی مالی گڑھ ہیں، اسلامی مالی مصنوعات کا استعمال دکھائی دے رہا ہے۔ اسلامی مالیات کے اثاثوں کے حجم کے اعتبار سے ملکوں کی درجہ بندی سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ میں شریعت سے ہم آہنگ

---

[1] اس کا پس منظر جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے باب 4، مالی شعبے کا جائزہ 2004ء، بینک دولت پاکستان۔

[2] آخر جون 2008ء میں۔

[3] پاکستان کی اسلامی بینکاری صنعت کا اسٹریٹجک پلان (ستمبر 2008ء)، شعبہ اسلامی بینکاری، بینک دولت پاکستان۔

[4] شعبہ اسلامی بینکاری کے اعداد وشمار میں روایتی بینکوں کی اسلامی شاخوں کے اعداد وشمار بھی شامل ہیں جبکہ شعبہ بینکاری نگرانی کے اعداد وشمار صرف چھ اسلامی بینکوں کے ہیں۔ بعض مقامات پر سالانہ بنیاد پر موازنہ کیا گیا ہے اور ایسی صورت میں اعداد وشمار 2007ء کے آخر تک کے ہیں۔

[5] اسلامک فنانس آؤٹ لک 2008ء، اسٹینڈرڈ اینڈ پورز۔

باکس 8.1: صکوک - روایتی بانڈ کا اسلامی متبادل

رواں عشرے کے اختتام تک دنیا بھر میں صکوک کا اجرا 100 ارب ڈالر سے تجاوز کر جائے گا۔ صکوک اب اہم ترین تمسکات میں شمار ہوتے ہیں خصوصاً ملائشیا اور خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں یہ ماکاری کے حصول کا بہت پرکشش طریقہ ہے۔ غیر مسلم دنیا بھی صکوک کی طرف متوجہ ہورہی ہے اور اجرا کنندگان خلیج کے خطے سے آنے والی اضافی سیالیت کو بھی اپنے دائرے میں لینے کے لیے منصوبہ بندی کررہے ہیں اور برطانیہ اور جاپان جیسے ممالک بھی صکوک جاری کرنے کے امکانات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

شکل 1: عالمی اجرائے صکوک

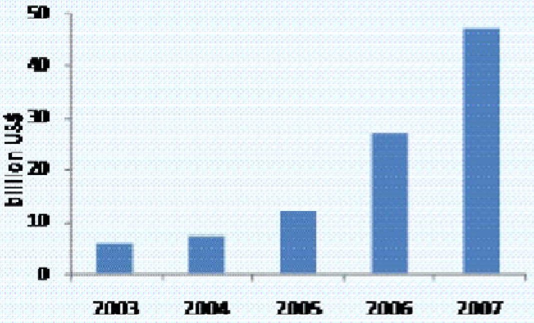

Source: IFIS & Standardand Poor's

اگرچہ صکوک کا اجرا مسلسل بڑھتا رہا ہے، تاہم حال ہی میں جاری ہونے والے صکوک کی تعداد کی نمو میں کچھ سست رفتاری دیکھنے میں آئی ہے۔ 2007ء میں دنیا بھر میں صرف 207 صکوک جاری کیے گئے جبکہ 2006ء میں 199 اور 2005ء میں 89 کا اجرا ہوا تھا۔ بعض مبصرین اس سست رفتاری کا سبب عالمی مالی بحران بتاتے ہیں۔ تاہم یہ واضح رہنا چاہیے کہ اگرچہ اجرائیوں کی تعداد میں زیادہ اضافہ نہیں ہوا مگر اجرا کا اوسط حجم بڑھا ہے۔ موجودہ قرضوں کے بحران میں صکوک منڈی میں لچک کا مظاہرہ ہونے کی توقع ہے کیونکہ مارجن قرض گاری اور قرض جزدان کی مصنوعات (یعنی اثاثوں پر مبنی تمسکات کی بنیاد پر ضمانتی قرض کی ذمہ داریاں) کی اسلامی مالیات میں کوئی مانگ نہیں ہے۔ اگر کوئی سست رفتاری آئی بھی ہے تو وہ قلیل مدتی ہوگی اور مستقبل میں طلب بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ موجودہ مالی بحران میں مشرق وسطیٰ مالی سرگرمیوں کا گڑھ بنتا جارہا ہے۔

2007ء میں جاری ہونے والے صکوک میں بہت تنوع تھا اور ان میں بیع بہ ثمن عاجل، استصنا، مضاربہ، اجارہ، مشارکہ اور وکالہ پر مبنی صکوک شامل تھے۔ اسلامی بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان میں صکوک بنیادی تمسک بن چکے ہیں حالانکہ یہ وثیقہ جات زیادہ تر ''عرصیت تک برقرار'' کے زمرے میں رکھے جاتے ہیں اور ان کی سرگرمی سے خرید وفروخت نہیں ہوتی۔ تعداد اور قدر دونوں کے لحاظ سے ملائشیا صکوک کے اجرا میں سرفہرست ہے اور وہاں 2007ء میں لگ بھگ 25 ارب ڈالر کی خرید وفروخت ہوئی۔ 2007ء کا ایک اور نمایاں پہلو ایک ارب ڈالر سے زائد کے صکوک کا بہت بڑی تعداد میں اجرا تھا۔ 2006ء میں صرف چار ایسے صکوک جاری ہوئے تھے، دو عرب امارات میں اور دو ملائشیا میں لیکن 2007ء میں ایسے 14 صکوک جاری کیے گئے جن میں 6 ملائشیا میں، 5 عرب امارات میں اور 3 سعودی عرب میں جاری ہوئے۔ صرف یہی 14 صکوک عالمی منڈی کے 56 فیصد کے مساوی تھے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ 2007ء میں صکوک کا اجرا اسلامی سرمایہ کاری بینکوں کے بجائے بیشتر مغربی روایتی سرمایہ کاری بینکوں نے کیا۔ مستقبل قریب میں عالمی مالی منڈیوں کے حالات کے پیش نظر صورتحال تبدیل ہوسکتی ہے تاہم روایتی بینکوں کے اس بارے میں قائدانہ کردار اپنانے کی کئی وجوہات ہیں۔ اول، روایتی بینک مالی انجینئرنگ اور ساختی لین دین کی زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ دوم، اجرائیوں کو منڈی میں لانے کے بہتر اور بڑے راستے روایتی بینکوں کے پاس ہیں۔ روایتی سرمایہ کاروں کی جانب سے صکوک میں سرمایہ کاری کرنے کا بڑھتا ہوا رجحان بھی دیکھا جارہا ہے کیونکہ انہیں اس میں زیادہ فائدہ نظر آتا ہے۔ سوم، روایتی بینک اس بڑھتے ہوئے شعبے میں اپنے قدم جمانے کے لیے زیادہ تندہی سے کام کررہے ہیں خصوصاً خلیج تعاون کونسل کے ملکوں میں۔ صکوک میں روز افزوں دلچسپی ان کی ثانوی منڈیوں کو بھی مستحکم کرے گی جس سے اسلامی بینکوں کا انتظام سیالیت بہتر ہوگا۔

ماخذ: 1۔ ضمیر اقبال (2008ء)، اسلامی مالیات میں نئے اجرا۔ 2۔ آئی ایف آئی ایس رپورٹ۔ 3۔ اسٹینڈرڈ اینڈ پور کا اسلامک فنانس آؤٹ لک، 2008ء۔

اثاثے 10.4 ارب ڈالر کے ہیں جبکہ لندن اب اسلامی مالیات کا عالمی گڑھ بننے کے لیے کوشاں ہے۔ اس شعبے میں برطانیہ کی گہری دلچسپی اس امر سے ظاہر ہے کہ برطانوی فنانشل سروسز اتھارٹی نے 2004ء سے اب تک 3 کاملاً اسلامی بینکوں کے قیام کی اجازت دی ہے۔ یہ بینک مشرق وسطیٰ کے سرمایہ کاروں اور اداروں کے ہیں جبکہ دیگر درخواستوں پر کارروائی جاری ہے۔ برطانیہ نے ایک اسلامی پیش بندی فنڈ منیجر کے تقرر کی بھی اجازت دی ہے اور تکافل کے ایک ادارے کے لیے درخواستوں پر غور کیا جارہا ہے۔ اہم تر بات یہ ہے کہ روایتی اور اسلامی فرموں کی جانب سے درخواستوں سے منصفانہ انداز میں نمٹا جاتا ہے۔[6]

اسی طرز پر عالمی صکوک بیمے میں بھی حالیہ برسوں میں تیزی دیکھنے میں آئی ہے (باکس **8.1**)۔

ترقی یافتہ ملکوں میں جاری مالی بحران نے اسلامی مالیات میں مزید کشش پیدا کردی ہے کیونکہ اسلامی مالیات کی اساس حقیقی اثاثوں پر مبنی لین دین پر قائم ہے اور اس میں قرض دینے کے اصول بھی زیادہ کڑے ہیں (باکس **8.2**)۔

6 برطانوی فنانشل سروسز اتھارٹی کے نومبر 2007ء کی مطبوعہ ''Islamic Finance in the UK; Regulation and Chanllenges'' کے مطابق اتھارٹی کی پالیسی کا لب لباب یہ ہے ''کوئی روک ٹوک نہیں اور کوئی خاص عنایت بھی نہیں''۔

باکس 8.2: عالمی مالی بحران اور اسلامی بینک

چونکہ 2007ء میں شروع ہونے والا عالمی مالی بحران رہن منڈی سے ابھرا تھا اور ضمانتی وثیقہ جات تک پہنچ گیا جو بعد میں بطور سرمایہ کاری پیش کیے گئے اس لیے اسلامی بینکوں کے حوالے سے ابتدائی تجزیہ یہ تھا کہ ان پر اثر نہیں پڑا ہے کیونکہ اسلامی مالیات مالی اور پیداواری لین دین کے مابین قریبی تعلق کی بنیاد پر قائم ہے۔ لیکن اب اس بحران کے اثرات اسلامی بینکوں پر بھی ظاہر ہونے لگے ہیں، اس لیے نہیں کہ ان اداروں کا ان ماخوذی وثیقہ جات سے براہ راست ربط ہے بلکہ اس لیے کہ اسلامی مالی عقود اثاثوں پر مبنی لین دین پر قائم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر ترقی یافتہ ملکوں میں معیشت کی سست رفتاری اور عالمی کساد بازاری کے منڈلاتے ہوئے سائے کی بنا پر متعدد ممالک میں جہاں اسلامی مالی ادارے اچھی خاصی تعداد میں ہیں، املاک کی منڈیوں میں بھی سست رفتاری پیدا ہوئی ہے۔ یہ صورتحال اسلامی مالی اداروں کے لیے منفی اثرات کی حامل ہے کیونکہ ان اداروں کی بڑی تعداد ضمانت کے طور پر غیر منقولہ املاک کو استعمال کرتی ہے چنانچہ ضمانت کی قدر گرنے سے خطرہ قرض جنم لیتا ہے خصوصاً بہت زیادہ لیوراجیہ کی حامل امارت دبئی جیسی جگہوں پر جہاں مالکاری کا بڑا حصہ غیر منقولہ املاک کی منڈی کی بنا پر ہے۔

مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں اسلامی بینکوں نے 2008ء کے پہلے نو ماہ میں اچھے نتائج دیے ہیں تاہم اگلے سال کے امکانات سازگار نظر نہیں آتے خصوصاً ایسے اداروں کے لیے جن میں غیر منقولہ جائیداد پر زیادہ دارومدار ہے۔

بہرکیف اس خطے پر ترقی یافتہ معیشتوں کی نسبت، جہاں کساد بازاری شروع ہوچکی ہے، کم اثرات پڑنے کی توقع ہے۔ اسلامی بینکوں کی کیفیت ٹھیک ٹھاک ہے کیونکہ بحران سے متاثرہ بیشتر روایتی مالی ادارے اسلامی کاروبار اور شریعت سے ہم آہنگ مصنوعات کا آغاز کررہے ہیں تاکہ ان کا قرضوں کا جزدان خطرات سے محفوظ رہے۔

8.2 پاکستان میں اسلامی بینکاری کی کارکردگی

جیسا کہ ذکر ہوا، پاکستان میں اسلامی بینکاری نے گذشتہ چند برسوں میں تیزی سے ترقی کی ہے۔ اس شعبے کے چھوٹے حجم اور اس کی ارتقائی نوعیت کے پیش نظر یہ نمو متاثر کن رہی ہے اور اس نے روایتی حریفوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

جدول 8.2: اسلامی بینکاری کی نمو

	رقم (ارب روپے)				نمو (فیصد)		
	2005ء	2006ء	2007ء	08ء پہلی ششماہی	2005ء	2006ء	2007ء
کل اثاثے	71.5	119.9	205.9	235.3	62.0	66.9	71.6
امانتیں	49.9	83.7	147.3	168.9	65.0	67.7	76.0
مالکاری اور سرمایہ کاری	47.6	72.9	137.8	166.4	61.0	53.1	89.0
شاخوں کی تعداد	70	150	289	331			

نوٹ: ان میں عام بینکوں کی اسلامی شاخوں کے اعداد و شمار شامل ہیں۔ شاخوں کی تعداد آخر اگست 2008ء تک کی ہے۔

ماخذ: شعبہ اسلامی بینکاری، بینک دولت پاکستان

مسلسل بلند اوسط نمو کی وجہ 2006ء اور 2007ء میں چار نئے اداروں کا قیام ہے۔ فی الوقت پاکستان میں 6 اسلامی بینک ہیں جن کی 228 شاخیں ہیں۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے روایتی بینکوں کو بھی اسلامی شاخیں قائم کرنے کی اجازت دی ہے اور 12 روایتی بینکوں کی 103 اسلامی شاخیں بھی کام کررہی ہیں (**جدول 8.2**) جس سے شاخوں کی کل تعداد آخر اگست 2008ء تک 331 تک پہنچ چکی ہے۔[7]

نمو کے لحاظ سے متاثر کن کارکردگی کے باجود اسلامی بینکوں کی اثاثوں پر آمدنی اور ایکویٹی پر آمدنی کی نفع آوری میں اسی تناسب سے اضافہ نہیں ہوا۔ 2007ء میں اثاثوں پر آمدنی 0.6 فیصد اور ایکویٹی پر آمدنی 3.3 فیصد رہی[8] جو مجموعی شعبہ بینکاری کے اوسط سے کم ہیں۔ تاہم یہ اظہاریے اصل صورتحال کی عکاسی نہیں کرتے کیونکہ چار نئے بینک اس منڈی میں داخل ہوگئے ہیں جنہوں نے 2006ء اور 2007ء میں کام شروع کیا ہے اور وہ ابھی اپنا کاروبار، امانتوں کی تعداد اور سرگرمیوں کا دائرہ بڑھانے میں مصروف ہیں۔ کسی نئے بینک کو نفع آور بننے اور مؤثر طور پر کام کا آغاز کرنے میں تین چار سال لگتے ہیں کیونکہ ابتدائی لاگت اور انتظامی اور متعلقہ انفراسٹرکچر پر اخراجات کے بعد نتائج آنا شروع ہوتے ہیں۔ یہ کیفیت **شکل 8.1** سے واضح ہے جس میں 2005ء میں، جب فقط دو اسلامی بینک باقاعدگی سے کام کررہے تھے، اثاثوں پر آمدنی (2.6 فیصد) اور ایکویٹی پر آمدنی (16.3 فیصد) زیادہ دکھائی گئی ہے۔ اگلے سال یہ دونوں اظہاریے تیزی سے زوال پذیر ہوئے (صرف 2007ء میں معمولی بہتری آئی) جو سرمائے اور اثاثے کی اساس میں اضافے کا اثر تھا یعنی نئے بینکوں نے اسلامی بینکاری کے شعبے کی مجموعی سرمائے اور اثاثے کی اساس میں خاصا اضافہ کیا لیکن زیادہ تر آمدنی ابھی تک دو بینکوں تک

[7] اسلامی بینکاری بلیٹن، جنوری تا مارچ 2008ء، شعبہ اسلامی بینکاری، بینک دولت پاکستان۔

[8] یہ اعداد و شمار 6 اسلامی بینکوں کے ہیں۔

محدود ہے جو پہلے سے قائم تھے۔ آنے والے برسوں میں نئے بینکوں کا کاروبار حجم جانے کے بعد اس شعبے کے اثاثوں پر آمدنی اور ایکویٹی پر آمدنی دونوں میں اضافے کا امکان ہے البتہ معاشی ماحول میں موجودہ تناؤ اس عمل میں رکاوٹ پیدا کرسکتا ہے۔

شکل 8.1: نفع آوری کا تقابل، اسلامی بینک بمقابلہ پوری صنعت کا اوسط (فیصد)

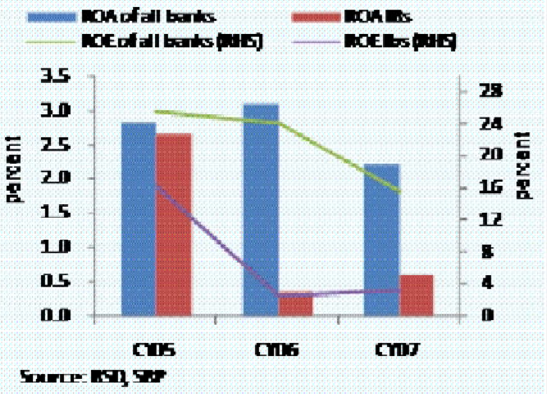

چار نئے بینکوں کا میدان میں آنا اس شعبے میں مسابقت کی فضا بہتر بنانے اور کارکردگی بڑھانے کے لیے نیک شگون ہے۔ اس توسیع سے پہلے اسلامی بینکاری خاصی آہستگی سے نمو پا رہی تھی اور صف اول کے اسلامی بینک ایک قسم کی اجارہ داری رکھتے تھے۔ نئے بینکوں کے قیام سے پرانے بینک بہتر مصنوعات اور خدمات پیش کرنے اور منڈی میں اپنی پہنچ بڑھانے کے لیے کوششیں کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

نئے بینک تو اپنے قدم جمانے میں مصروف ہیں تاہم اسلامی بینک بطور گروپ اپنی سرگرمیوں میں بعض مشکلات کا شکار ہیں جو ذیل میں مذکور ان کی مالی کیفیت سے ظاہر ہے۔ اس سیکشن میں دیا گیا تجزیہ اسلامی بینکوں اور پوری بینکاری صنعت کے تقابلی جائزے پر مبنی ہے۔

8.2.1 اسلامی بینکوں کی مالی صحت اور استحکام

چار نئے بینکوں کے قیام کے اثرات کو دیکھتے ہوئے مختلف اظہاریوں کی بنیاد پر اسلامی بینکوں کی مالی صحت کا جائزہ اس سیکشن میں دیا گیا ہے۔

اثاثوں اور واجبات کی ساخت

کسی بینک کی بیلنس شیٹ کے اجزا ان اہم عوامل میں شامل ہیں جو بینک کو درپیش خطرے کی سطح کا تعین کرتے ہیں۔ **جدول 8.3** میں 2007ء میں روایتی بینکاری صنعت اور اسلامی بینکوں کی بیلنس شیٹ کے اجزا کا تقابل کیا گیا ہے۔ ظاہری طور پر دونوں کالموں میں اثاثوں اور واجبات کی تقریباً ایک جیسی کیفیت نظر آتی ہے لیکن اس میں بعض مسائل مضمر ہیں جو اسلامی بینکوں کے اثاثوں اور واجبات کی ساخت کو مختلف بنا رہے ہیں، جیسا کہ ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

جدول 8.3: اسلامی بینکوں و بینکاری صنعت کے اثاثہ جات و واجبات کی ساخت (حصہ فیصد میں)

	تمام بینک	اسلامی بینک
	2007ء	2007ء
اثاثے		
ٹریژری بینکوں میں نقد اور بیلنس	9.1	9.9
دیگر بینکوں میں بیلنس	2.9	9.0
مالی اداروں کو قرض	3.7	5.8
سرمایہ کاریاں- خالص	24.7	15.0
قرضے- خالص	52	51.9
دیگر اثاثے	7.7	8.4
واجبات		
واجب الادا بلز	1.6	1.3
مالی اداروں کو واجب الادا	8.7	7.3
امانتیں اور دیگر کھاتے	74.5	71.6
دیگر واجبات	4.6	5.5
ایکویٹی	10.5	14.3
کل	100.0	100.0

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

اسلامی بینکوں کو سب سے زیادہ جس مسئلے کا سامنا ہے وہ نظم سیالیت ہے۔ ان بینکوں کی اثاثوں کی ہیئت ترکیبی یہ ظاہر کرتی ہے کہ شریعت سے ہم آہنگ سرمایہ کاری کے طریقوں کی کمی ہے جو روایتی بینکوں کی نسبت سرمایہ کاری جزدان کے چھوٹے حجم سے واضح ہے۔ جب ابتر معاشی ماحول نے 2007ء میں معیشت پر قرضوں کی کم طلب اور شرح نمو میں کمی کی شکل میں اپنے اثرات مرتب کیے تو روایتی بینکوں میں سرمایہ کاری جزدان میں توسیع کا رجحان دیکھنے میں آیا جو مذکورہ سال کے دوران 53 فیصد بڑھ گیا جبکہ قرضہ جات میں صرف 10.8 فیصد نمو ہوئی۔ اس طرح ان کی سرمایہ کاریوں کا حصہ مجموعی اثاثوں میں بڑھ کر 24 فیصد ہوگیا۔ 2007ء میں اسلامی بینکوں کی سرمایہ کاری بھی بڑھی تاہم یہ ان کے اثاثوں کے جزدان کا صرف 15 فیصد ہے۔ مزید برآں ان سرمایہ کاریوں

باکس 8.3: پاکستان میں کارپوریٹ صکوک منڈی اور حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کا اجرا

پاکستان میں اسلامی بینکوں کی بیلنس شیٹ میں صکوک اہم جز ہیں۔ اگرچہ اسلامی بینکوں کا سرمایہ جزدان ابھی تک بینکاری صنعت سے چھوٹا ہے تاہم حالیہ برسوں میں صکوک کے اجرا کے طفیل اس نے تیزی سے ترقی کی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ماضی قریب میں زیادہ تر صکوک نجی کمپنیوں نے جاری کیے ہیں۔ یہ رجحان تاحال ابتدائی مرحلے میں ہے مگر توقع ہے کہ اس سے کارپوریٹ بانڈ منڈی بالعموم اور اسلامی مالیات بالخصوص مضبوط ہوگی۔ آئی ایف آئی ایس کی ایک رپورٹ کے مطابق 2007ء میں صکوک کے اجرا کے لحاظ سے پاکستان سب سے تیزی سے ابھرتی ہوئی منڈی تھی جس کے حجم میں معتدبہ اضافہ ہوا اور صکوک کے اجرا کی تعداد 2006ء میں 4 سے بڑھ کر 20 تک جا پہنچی۔ یہ تیزی اسلامی بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان میں بڑے اضافے کا باعث بنی جو 2006ء میں مجموعی اثاثوں کے 6.1 فیصد سے بڑھ کر 2007ء میں 15 فیصد سے بھی متجاوز ہوگیا۔

تاہم حال میں ایک اہم مسئلہ لازمی شرح سیالیت میں کمی سے نمٹنے کا رہا ہے۔ پہلا لازمی شرح سیالیت کا حامل صکوک سرٹیفکیٹ واپڈا نے جنوری 2006ء میں جاری کیا۔ ابتدا میں جس مالیت کی پیشکش کی گئی وہ 8 ارب روپے تھی۔ میعاد 6.5 سال تھی اور ششماہی کوپن کے ساتھ حوالے کی شرح کائبور رکھی گئی تھی۔ جولائی 2007ء میں واپڈا نے دوسرا اجرا کیا جس کی مالیت 8 ارب روپے اور میعاد 10 سال تھی۔ مالی سال 07ء میں کراچی شپ یارڈ نے بھی اپنے 8 سالہ میعاد کے 4 ارب روپے کے صکوک کا اجرا کیا تاہم یہ لازمی شرح سیالیت کے صرف 7 فیصد کے حامل تھے جبکہ اسلامی بینکوں کے لیے لازمی شرح سیالیت 9 فیصد ہے۔ بقیہ 2 فیصد کے لیے اسلامی بینکوں کو اپنے میعادی وطلبی واجبات کے عوض نقد فراہم کرنا پڑا اور میعادی وطلبی واجبات کے 9 فیصد کے مساوی مطلوبہ نقد محفوظ بھی دینا پڑا۔

جدول 1: اجارہ صکوک نیلام: بینک وار حصہ (فیصد)

آر بی ایس	38.8
میزان بینک	24.5
کل	15.3
نیشنل بینک	4.6
بینک آف خیبر	4.6
نیشنل بینک	3.8
آر بی ایس	3.1
میزان بینک	2.0
نیشنل بینک	0.9
آر بی ایس	0.8
سونیری بینک	0.8
داؤد اسلامک بینک	0.8
کل	100

حکومت کی جانب اجارہ صکوک کے حالیہ اجرا کے بعد توقع ہے کہ یہ مسئلہ کسی حد تک حل ہوجائے گا۔ تمام اسلامی بینکوں اور اسلامی شاخوں والے کمرشل بینکوں کو اس وثیقے کی نیلامی میں شرکت کے لیے بنیادی ڈیلر مقرر کیا گیا ہے۔ اسلامی بینکوں کو نیلام میں علیحدہ علیحدہ بولیاں دینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ صکوک اصل مالیت پر جاری کیے گئے ہیں اور اسٹیٹ بینک کے زیر اہتمام مسابقتی نیلامیوں کے توسط سے فروخت کیے گئے ہیں جس میں شرکت بنیادی ڈیلرز تک محدود ہے۔ پہلے اجرا کی عرصیت تاریخ اجرا سے 3 سال تک ہے۔ صکوک پر منافع ہر چھ ماہ بعد ششماہی کے آغاز سے قبل اسٹیٹ بینک کی اعلان کردہ شرح کی بنیاد پر ادا کیا جائے گا۔ ششماہی منافع چھ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز کی بہ وزن اوسط یافت سے نکالا جائے گا جو صکوک کی تاریخ اجرا سے شروع ہونے والی ششماہی مدت سے ایک دن پہلے متعین کیا جائے گا اور ہر ششماہی کے آغاز پر اسی طرح دوبارہ متعین ہوگا۔ ستمبر 2008ء میں ہونے والی پہلی نیلامی میں اسلامی اور عام بینکوں دونوں نے 6.5 ارب روپے مالیت کے صکوک وثیقہ جات لیے (**جدول 1**)۔

کا بڑا جز نجی شعبے کے صکوک پر مشتمل ہے جن کی نسبتاً غیر سیال ثانوی منڈی ہوتی ہے اور عام طور پر یہ ''عرصیت تک برقرار'' رکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر وثیقہ جات پر لازمی شرح سیالیت لاگو نہیں ہوتی اور ان بینکوں کو عام طور پر 9 فیصد لازمی شرح سیالیت کی شرط پوری کرنے کے لیے نقد کی صورت میں بڑے بیلنس رکھنے پڑتے ہیں[9]، جو بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں بھاری موقع لاگت کا سبب بنتی ہے۔ حال میں حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک (**باکس 8.3**) کے آغاز کے بعد کسی حد سے اس صورتحال میں بہتری آنے کا امکان ہے۔ تاہم کسی ایسی پراڈکٹ یا طریقہ کار (جیسے ریپو ریورس ریپو) کی شدت سے ضرورت ہے جو بین البینک منڈی میں استعمال کیا جاسکے۔

روایتی اور اسلامی بینکوں دونوں میں قرضہ جات کا تناسب مجموعی اثاثوں کا لگ بھگ 50 فیصد ہے تاہم اسلامی بینکوں کے پاس تنوع اور عرصیت دونوں حوالوں سے قرضے فراہم کرنے کے کے محدود راستے ہیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ اسلامی بینکوں کے پاس جاری مالکاری پراڈکٹ کا کوئی متبادل نہیں جس سے ان کی جاری سرمائے کے قرضے فراہم کرنے کی صلاحیت اور مسابقت متاثر ہوتی ہے۔ نتیجے کے طور پر کارپوریٹ کلائنٹس کے لیے اسلامی بینکوں کی کشش محدود ہے کیونکہ انہیں بینکوں سے اپنے تعلق کے حوالے سے متنوع قسم کی سہولتیں درکار ہوتی ہیں۔

خوش آئند امر ہے کہ شریعت کے اصولوں میں معیار بندی کے فقدان کے باوجود حال میں قرضہ جات کے متعدد ڈھانچوں میں کلائنٹس کی مالکاری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سنڈیکیٹڈ مالکاری اور نجی صکوک استعمال کیے گئے ہیں۔

مالکاری کے طریقوں کے حوالے سے **شکل 8.2** میں دکھایا گیا ہے کہ مرابحہ جو نیم روایتی پراڈکٹ ہے ابھی تک اسلامی بینک کا بنیادی ستون بنی ہوئی ہے تاہم اس کا حصہ پہلے سے خاصا کم ہوگیا ہے۔ اجارہ، خصوصاً مشارکہ متناقصہ، کے اب خاصے بڑے حصے ہیں۔ مشارکہ متناقصہ جس کا حصہ 25.4 فیصد ہے،

9 بینکاری صنعت میں سیالیت کے عارضی مسائل سے نمٹنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے میعادی واجبات (ایک سال اور زائد) کو لازمی شرح سیالیت سے مستثنیٰ کردیا ہے، ملاحظہ کیجیے بی ایس ڈی کا سرکلر نمبر 26 بتاریخ 17 اکتوبر 2008ء۔

دوسرا سب سے زیادہ استعمال ہونے والا مالکاری کا طریقہ ہے۔

شکل 8.2: اسلامی بینکوں کی مالکاری مصنوعات

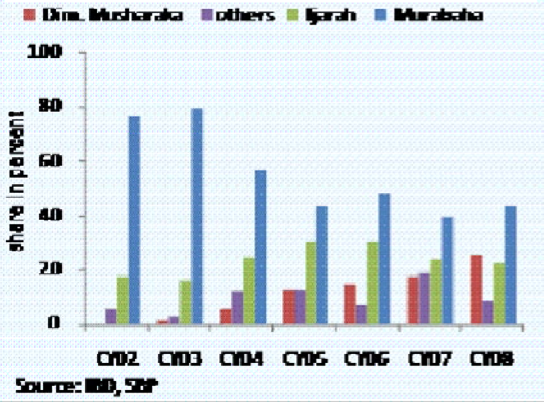

جیسا کہ مالکاری کے مختلف طریقوں میں اثاثوں کی تقسیم سے ظاہر ہے، پاکستان میں اسلامی بینکاری نے بعض دوسرے ملکوں کی طرح ایکویٹی پر مبنی مصنوعات میں ترقی نہیں کی ہے، جو اسلامی مالیات کی روح سے قریب تر نہیں لیکن ان سے آمدنی میں خوب اضافہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ ان مصنوعات کی طرف توجہ نہ دیے جانے کی وجوہات ممکنہ خطرات زیادہ ہونا اور اس کے لیے سازگار ماحول نہ ہونا ہیں (باکس **8.4**)۔

روایتی اور اسلامی بینکوں کی جانب سے دیے گئے قرضوں کی شعبہ وار تقسیم کے تقابل (**جدول 8.4**) سے ظاہر ہوتا ہے کہ صارفی مالکاری جس کا حصہ اسلامی بینکوں کے قرضوں میں 25 فیصد سے زیادہ ہے، تقریباً تمام کی تمام گاڑیوں مکانات کی مالکاری تک محدود ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اسلامی بینکاری اثاثوں پر مبنی لین دین کی بنیاد پر ہوتی ہے چنانچہ کریڈٹ کارڈز اور ذاتی قرضوں کو صاف یا غیر محفوظ قرضے سمجھا جاتا ہے۔ ان دو مصنوعات کا استعمال نہ کرنے کے باعث اسلامی بینک معاشی ماحول کے منفی اثرات سے محفوظ رہے ہیں کیونکہ ذاتی قرضہ اور کریڈٹ کارڈز کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 2007ء کے دوران اور بعد کے مہینوں میں اضافہ ہوا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ اسلامی بینکوں کو چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ای)، زرعی مالکاری اور اشیا مالکاری کے شعبوں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانا ہوگا۔ اس کے علاوہ، 2007ء میں بینکوں کے مجموعی قرضوں میں ان بینکوں کا حصہ 4.1 ہونے کے باوجود بینکاری شعبے میں ان کے قرض گیروں کی تعداد صرف 0.9 فیصد ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بینکاری صنعت کے لگ بھگ 93 فیصد کلائنٹس صارفی مالکاری اور زرعی مالکاری تک محدود ہیں، جیسا کہ **جدول 8.4** میں دکھایا گیا ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے محدود رسائی کی بنا پر بھی اسلامی بینکوں کی ایس ایم ای اور زراعت کے شعبوں تک رسائی کم ہے۔ اسلامی بینکوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنی رسائی میں اضافہ کرنے کی بھرپور جدوجہد کریں تا کہ ان کی مصنوعات اور خدمات ملک بھر میں پہنچ سکیں۔ رسائی میں توسیع کرنا اسلامی بینکاری کے لیے اسٹیٹ بینک کی حکمت عملی کے پانچ ستونوں میں سے ایک ہے۔

جدول 8.4: اسلامی اور روایتی بینکوں کا شعبہ جاتی موازنہ

رقم ملین روپے میں، حصہ فیصد میں

شعبہ	بینکاری صنعت		اسلامی بینک		اسلامی بینکوں کا حصہ	
	قرض گیروں کی تعداد	رقم	قرض گیروں کی تعداد	رقم	قرض گیروں کی تعداد	رقم
کارپوریٹ	26,061	1,520,130	1,959	62,784	7.5	4.1
ایس ایم ای	185,039	437,351	2,685	12,535	1.5	2.9
زراعت	1,415,353	150,777	159	13	0.0	0.0
صارفی مالکاری	3,025,463	371,421	36,533	28,843	1.2	7.8
اشیا مالکاری	2,616	148,447	31	1,118	1.2	0.8
دیگر	126,021	72,758	1,148	2,459	0.9	3.4
کل	4,780,553	2,700,883	42,515	107,752	0.9	4.0

ماخذ: شعبہ اسلامی بینکاری، بینک دولت پاکستان

واجبات کے حوالے سے اسلامی بینکوں کی امانتوں کی ساخت کسی حد سے معینہ امانتوں کے حق میں جھکی ہوئی ہے کیونکہ ان امانتوں میں آمدنی زیادہ ہوتی ہے (**شکل 8.3**)۔ لیکن محدود رسائی کی بنا پر اسلامی بینکوں کے لیے سستے لین دین کے کھاتوں (جاری کھاتے اور بچت کھاتے) سے فائدہ اٹھانا مشکل ہے جس سے امانتوں کی لاگت زیادہ ہوجاتی ہے۔

باکس 8.4: ایکویٹی پر مبنی مالکاری کے خطرات

ایکویٹی پر مبنی مالکاری کے طریقوں میں قرض کے طریقوں کی نسبت زیادہ اور بڑے خطرات ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر مضاربہ عقد میں اسلامی بینک کو اہم کارندہ (principal-agent) کے مسئلے کا سامنا ہوتا ہے اور اسے مضارب کو فراہم کردی رقم پر زیادہ خطرۂ قرض بھی درپیش ہوتا ہے۔ ایکویٹی پر مبنی سرمایہ کاری سیالیت، قرض اور منڈی کے خطرات کے باعث مالی ادارے کی آمدنی میں تغیر پیدا کرسکتی ہے۔ ایکویٹی سرمایہ کاری میں ممکنہ کاروباری نقصانات کی بنا پر لگائی ہوئی رقم ڈوبنے کا خطرہ بھی خاصا ہوتا ہے۔ ایکویٹی پر مبنی منصوبے مالکاری میں عقد کی نوعیت کچھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ بینک کے پاس منصوبے کی نگرانی کے لیے مناسب حقوق نہیں ہوتے اور منصوبے کی نگرانی کی مہارت کے فقدان کی وجہ سے مسئلہ مزید الجھ جاتا ہے۔ نتیجتاً اس سے خطرۂ قرض کا انتظام اور جانچ اور مشکل ہوجاتی ہے۔ ایسے حالات میں زیادہ دشواری پیدا ہوتی ہے جب مضارب نقصانات کے دعوے کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایجنسی کا مسئلہ ان بنیادی عوامل میں سے ہے جن کی بنا پر بینک ایکویٹی پر مبنی مالکاری میں شامل ہونے میں پس وپیش کرتے ہیں کیونکہ اس سے تاجروں کو اپنا منافع کم دکھانے کی ترغیب ملتی ہے۔

ترقی پذیر ملکوں میں جہاں اسلامی مالیات نے خاصی ترقی کی ہے، موزوں حقوق املاک نہ ہونا ایک اور سبب ہے جس کی بنا پر مالکاری کے نفع ونقصان والے طریقے زیادہ پرخطر ہیں۔ ایک اور عنصر یہ ہے کہ ایکویٹی سرمایہ کاری میں، اسٹاک مارکیٹ سرمایہ کاریوں کے علاوہ، سیال ثانوی بازار نہیں جس سے اخراج کی لاگت خاصی بڑھ جاتی ہے۔

جدید اسلامی بینکاری کے متعارف ہونے کے 30 سال بعد بھی ایکویٹی پر مبنی مالکاری کا اسلامی بینکوں کی بیلنس شیٹ میں برائے نام حصہ ہے۔ ایک تخمینے کے مطابق اس کا حصہ پوری دنیا کے مختلف ملکوں میں بیلنس شیٹ کا 0 سے 24 فیصد تک ہے اور اوسط 3 فیصد بنتا ہے۔ ایکویٹی کا حصہ کم ہونے سے اسلامی مالیات کی نمو میں رکاوٹ ہے، مصنوعات اور خطرات کے تنوع میں مسائل ہیں اور اس سے وہ حقیقی فوائد پورے طور پر حاصل نہیں ہو پار ہے جو اسلامی بینک معیشت اور معاشرے کو دے سکتے ہیں۔ ان مالی عقود میں موجود خطرات اور خطرات کم کرنے کے اختراعی لیکن معیاری اقدامات کا فقدان وہ بنیادی سبب ہے جس کی بنا پر مالکاری کے ان طریقوں کی طرف رغبت محدود ہے۔

ایکویٹی پر مبنی مالکاری کے فقدان نے اسلامی بینکاری میں قلیل مدتی اثاثوں کی عرصیت کا رجحان پیدا کیا ہے۔ اثاثوں اور واجبات کی عدم مطابقت کی ایک اور وجہ قلیل مدتی تجارتی مالکاری پر حد سے زیادہ انحصار اور مضاربہ ومشارکہ جیسے ایکویٹی مالکاری کے طریقوں کا کم استعمال ہے۔ اس کا نتیجہ قلیل مدتی اور کم منافع والے اور معینہ آمدنی جیسے اثاثوں کے غلبے کی صورت میں نکلا ہے یعنی مارک اپ پر مبنی تجارتی مالکاری کی صورت میں، جس سے طویل مدتی اور زیادہ نفع آور مگر پرخطر اثاثوں میں مالکاری محدود ہوجاتی ہے۔

آمدنی اور نفع آوری

جدول 8.5 میں اسلامی بینکوں کے لاگت اور آمدنی کے اہم تناسبات دکھائے گئے ہیں جن سے ان بینکوں کی اثاثوں اور واجبات کی ساخت کے ان کی نفع آوری پر اثرات واضح ہوتے ہیں۔ ان امانتوں کی بھاری لاگت کے باعث اسلامی بینکوں کا اوسط بینکاری تفاوت 2.4 فیصد ہے جو پورے بینکاری شعبے کے اوسط سے کہیں کم ہے۔ نیز، جیسا کہ مذکور ہوا، اس شعبے میں نئے اداروں کے قیام کے بلند اخراجات کی وجہ سے اضافی خرچ کا تناسب بڑھ گیا ہے جو انتظامی لاگت اور مجموعی آمدنی کے تناسب تقریباً 75 فیصد سے ظاہر ہے جبکہ پوری بینکاری صنعت میں اس تناسب کا اوسط 42.1 فیصد ہے۔

شکل 8.3: اسلامی بینکوں کی امانتوں کی ساخت

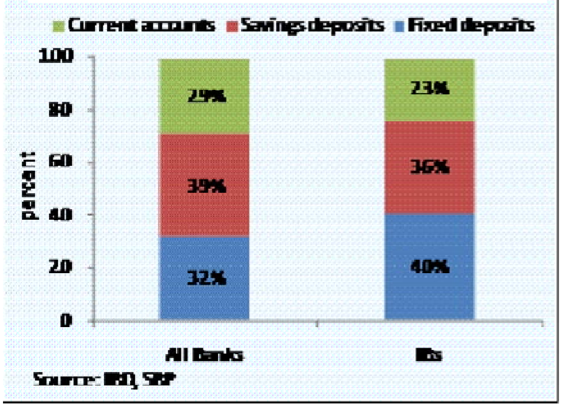

دلچسپ امر یہ ہے کہ قرضوں پر اسلامی بینکوں کی آمدنی تقریباً روایتی بینکوں جتنی (اور بعض صورتوں میں زیادہ) ہے لیکن جب سرمایہ کاری اور قرضوں دونوں کا حساب رکھا جائے تو ان کی آمدنی بہت کم ہے۔ پوری صنعت کا اوسط 9.6 فیصد ہے جبکہ اسلامی بینکوں کا اوسط 7.3 فیصد ہے۔ اثاثوں پر کم آمدنی کا نتیجہ مارک اپ آمدنی اور مجموعی آمدنی کے کمتر تناسب کی صورت میں نکلا ہے۔

یہ واضح ہے کہ اسلامی بینک قرضوں اور سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی کم آمدنی کی تلافی فیس سے ہونے والی آمدنی سے کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ مارک اپ آمدنی اور مجموعی اثاثوں کا تناسب 1.5 فیصد ہے جو پورے شعبے کے اوسط 1.90 فیصد سے کم ہے۔ یہ بہت اہم میدان ہے جس میں ملکی اسلامی بینک کوئی خاص ترقی نہیں کرسکے۔ تیکنیکی طور پر دیکھا جائے تو اسلامی بینک کی مارک اپ آمدنی نسبتاً زیادہ ہوسکتی ہے کیونکہ اس کی ساخت عام بینکاری کے قریب ہے لیکن پاکستان میں یہ صورت نہیں کیونکہ اسلامی بینکوں نے ایکویٹی پر مبنی مالکاری اور سرمایہ کاری بینکاری وغیرہ میں کام نہیں کیا۔

یہ ظاہر ہے کہ اسلامی بینکوں کو سستی لاگت کی امانتوں میں اضافے کے لیے اپنی رسائی بڑھانی اور کفایت حجم کا حصول ممکن بنانا ہوگا۔ اثاثوں کے شعبے میں انہیں مصنوعات میں تنوع لانا ہوگا تا کہ آمدنی بہتر ہوسکے اور ان کا کاروبار جم سکے۔ نیم قرضہ جاتی مصنوعات میں روایتی بینکوں سے مقابلہ کرنا ہوگا تا کہ مخاطرہ سرمایہ اور ایکویٹی مصنوعات انہیں اپنے کاروبار کو توسیع دینے میں مدد دے سکیں۔

جدول 8.5: لاگت اور آمدنی کے تناسبات، 2007ء

فیصد

تناسبات	تمام بینک	اسلامی بینک
سودی آمدنی/مارک اپ اور کل اثاثوں کا تناسب	8.1	5.6
خالص سودی آمدنی/مارک اپ اور کل اثاثوں کا تناسب	4.2	2.8
غیرسودی آمدنی/مارک اپ اور کل اثاثوں کا تناسب	1.9	1.5
خالص سودی/مارک اپ مارجن (کاسبی اثاثوں پر مبنی)	5.0	3.4
امانتوں اور قرض گیری کی اوسط لاگت	4.6	4.9
قرضوں اور سرمایہ کاریوں پر اوسط منافع	9.6	7.3
اوسط تفاوت	5.1	2.4
آمدنی (قبل از تموین اور ٹیکس) اور خالص قرضوں/مالکاری کا تناسب	6.2	2.1
عاملیت کی لاگت اور امانتوں کا تناسب	3.3	5.2
قرضوں پر منافع	10.4	10.4
امانتوں کی لاگت	4.3	6.5
تفاوت	6.1	3.9
انتظامی اخراجات اور کل آمدنی کا تناسب	42.1	74.9
کل قرضوں پر تناسب	9.8	10.3
کل قرضوں پر اصل منافع	7.6	9.2
فعال قرضوں پر منافع	10.5	10.4

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی

کفایت سرمایہ

سرمائے کی بنیاد مضبوط ہو تو اس سے غیر متوقع نقصانات برداشت کرنے اور متعلقہ فریقوں کے مفادات کو تحفظ دینے میں مدد ملتی ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر پوری دنیا میں نگراں حکام نے اپنے زیر نگرانی مالی اداروں کے لیے کم از کم شرح کفایت سرمایہ مقرر کی ہے۔ یہی شرح بینک کی قرض فراہم کرنے کی صلاحیت کا بنیادی پیمانہ بن جاتی ہے۔

جیسا کہ **جدول 8.6** میں دکھایا گیا ہے، 6 باقاعدہ اسلامی بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ نہ صرف 8 فیصد سے زیادہ یعنی مقررہ سطح سے بلند ہے بلکہ نئی مقررہ سطح 9 فیصد کو بھی پورا کرتی ہے جو 31 دسمبر 2008ء کو نافذ العمل ہوگی۔[10] یہاں یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ بازل دوم فریم ورک کے تحت کم شرح کفایت سرمایہ بازل اول کے مقابلے میں زیادہ کٹوتیوں اور آپریشنل رسک کے لیے رکھی گئی رقم کی شمولیت کی بنا پر ہوتی ہے جو بازل اول فریم ورک میں مجموعی خطرہ بہ وزن رقم میں شامل نہیں کی جاتی۔ بعض بینکوں کی خاصی زیادہ شرح یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے کاروبار میں توسیع کے لیے سرمائے پر زیادہ انحصار کرتے ہیں۔

جدول 8.6: اسلامی بینکوں کی کفایت سرمایہ، 08ء کی پہلی ششماہی

فیصد

	شرح کفایت سرمایہ	
	بازل اول	بازل دوم
میزان بینک	11.0	10.7
دبئ اسلامک بینک	18.8	18.6
بینک اسلامی	33.0	35.4
داؤد اسلامک بینک	48.1	48.3
ایمریٹ گلوبل اسلامک بینک	40.2	35.0
البرکہ اسلامک بینک	14.6	12.5

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی

تمام اسلامی بینک 4 ارب روپے کی کم سے کم سرمائے کی شرط بھی پوری کررہے ہیں سوائے البرکہ اسلامی بینک کے، جسے ایک غیر ملکی بینک کی شاخ کی حیثیت سے 2 ارب روپے کے اداشدہ سرمائے سے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔[11]

اسلامی بینکوں کے مالی صحت کے اظہاریوں (**جدول 8.7**) کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ بطور گروپ یہ ادارے پورے شعبے کی نسبت زیادہ مالی صحت کے حامل ہیں۔ سرمائے کی بنیاد زیادہ ہونے سے ان بینکوں میں مختلف ممکنہ دھچکے برداشت کرنے کی قوت ہے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ ان بینکوں کا بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب عام بینکوں سے خاصا زیادہ ہے جس کی بنا پر اسلامی بینکوں میں لچک زیادہ ہے۔

8.3 خطرات کی جانچ

اسلامی بینکاری میں خطرہ اس کی داخلی ساخت سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد سود کی ممانعت، خطرے کی شراکت اور اثاثوں پر مبنی لین دین پر ہے۔ اسلامی بینکوں کو وہ خطرات بھی درپیش ہوتے ہیں جو عام بینکوں کو ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ کچھ اور خطرات بھی ہوتے ہیں جن کی بنا پر اسلامی بینکوں کی

10 بی ایس ڈی سرکلر نمبر 30 بتاریخ 25 نومبر 2008ء۔

11 بی ایس ڈی سرکلر نمبر 6 بتاریخ 28 اکتوبر 2005ء کے مطابق کسی غیر ملکی بینک کی ایسی شاخ کو، جس کے صدر دفتر میں کم از کم ادا شدہ سرمایہ 10 کروڑ ڈالر (نقصانات نکال کر) اور شرح کفایت سرمایہ 9 فیصد ہے، 2 ارب روپے کا کم سے کم مقررہ سرمایہ رکھے رہنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

جدول 8.7: مالی صحت کے اظہاریے

فیصد

	بینکاری صنعت			اسلامی بینک		
	2005ء	2006ء	2007ء	2005ء	2006ء	2007ء
کل سرمایہ اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب	11.3	12.7	13.2	14.0	20.8	21.2
بنیادی سرمایہ (مرحلہ اول) اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب	8.3	16.6	10.5	13.8	20.7	20.8
کل سرمائے اور کل اثاثوں کا تناسب	7.9	9.4	10.5	11.8	16.1	16.9
ایکویٹی اور کل واجبات کا تناسب	8.7	10.2	11.8	19.5	25.7	24.5
خالص غیر اداشدہ قرضوں اور سرمائے (بشمول فاضل) کا تناسب	14.3	9.7	5.6	2.9	1.9	-0.5
خالص غیر اداشدہ قرضوں اور بنیادی سرمائے کا تناسب	18.9	11.5	6.8	2.9	1.9	-0.5

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی

انتظام خطرہ کی مجموعی حکمت عملی مختلف ہوتی ہے۔ آئی ایف ایس بی کے معیارات کے مطابق اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری اداروں کے لیے انتظام خطرہ سے متعلق ہدایات[12] جاری کی ہیں جن میں ان اداروں سے مخصوص خطرات سے نمٹنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ ان ہداایت میں خطرات سے نمٹنے کے اصول موجود اصولوں کے علاوہ ہیں جو بازل کمیٹی آن بینکنگ سپروژن اور معیار بندی کرنے والے دیگر ادارے جاری کر چکے ہیں۔

خطرۂ قرض

مالکاری کے طریقوں کے حوالے سے اسلامی بینکاری کے اثاثوں کی موجودہ تقسیم اس نوعیت کی ہے کہ اسلامی بینکوں کی بیلنس شیٹ پر مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ متناقصہ کا غلبہ ہے۔ نتیجتاً روایتی مصنوعات سے مشابہت کے باوجود خطرۂ قرض، یعنی نادہندگی یا قرض دار کی واپسی کی صلاحیت میں کمی کا خطرہ، اسلامی بینکوں کو درپیش اہم ترین خطرہ ہے۔

2007ء کے دوران اسلامی بینکوں کے قرض جزدان میں 63 فیصد اضافہ ہوا (**جدول 8.8**) جو کارپوریٹ مالکاری اور صارفی مالکاری دونوں کی نمو کی بنا پر ہوا۔ 2007ء کے اختتام پر مجموعی قرض جزدان میں کارپوریٹ سیکٹر کا حصہ 58.7 فیصد اور صارفی مالکاری کا 26.8 فیصد تھا۔

جدول 8.8: مالکاری (قبل از تموین) کی شعبہ وار تقسیم

رقم ملین روپے میں، حصہ فیصد

	2005ء		2006ء		2007ء		2008ء☆	
	رقم	حصہ	رقم	حصہ	رقم	حصہ	رقم	حصہ
کارپوریٹ شعبہ	25,930	56.2	40,373	61.4	62,784	58.3	81,165	60.9
ایس ایم ای	6,771	14.7	8,542	13.0	12,535	11.6	15,452	11.6
زراعت	88	0.2	2	0.0	13	0.0	171	0.1
صارفی مالکاری	10,012	21.7	15,022	22.8	28,843	26.8	31,729	23.8
اشیا مالکاری	3,116	6.7	625	1.0	1,118	1.0	1,855	1.4
دیگر	255	0.5	1,178	1.8	2,458	2.3	2,836	2.1
کل	46,173	100.0	65,742	100.0	107,752	100.0	133,208	100.0

☆2008ء کے اعداد و شمار آخر جون تک کے ہیں۔

ماخذ: شعبہ اسلامی بینکاری، بینک دولت پاکستان

بینکاری شعبے کی طرح اسلامی بینکوں کو بھی ارتکاز کے خطرے کا سامنا ہے کیونکہ کارپوریٹ سیکٹر کا جھکاؤ بہت زیادہ ہے۔ مزید برآں اسلامی بینکوں میں قرضداروں کی تعداد اور قرض کی رقم کے درمیان تناسب عام بینکوں سے کم ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خطرہ قرضداروں کی کمتر تعداد میں بٹا ہوا ہے۔ صارفی مالکاری میں بھی جس اسلامی بینکوں کے قرض جزدان میں بڑا حصہ ہے، قرضداروں کی تعداد نسبتاً کم ہے۔

[12] آئی بی ڈی سرکلر نمبر 1 بتاریخ 2 جنوری 2008ء۔

نجی شعبے کو فراہم کیے جانے والے قرضوں کے تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی بینکوں میں تنوع تقریباً اتنا ہی ہے جیسا پورے شعبے میں ہے (**جدول 8.9**)۔ عام بینکوں کی مانند اسلامی بینکوں کی جانب سے ٹیکسٹائل کے شعبے کو دیا جانے والا قرضہ مجموعی قرضے کا تقریباً 22 فیصد ہے جس سے شعبہ جاتی ارتکاز کے خطرے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ بات بطور خاص باعث تشویش ہے کیونکہ ٹیکسٹائل کے شعبے کے قرضوں کا انفیکشن تناسب 2008ء کی پہلی ششماہی کے خاتمے پر 12.6 فیصد تھا (جو 2007ء کے خاتمے پر 10.7 فیصد رہا تھا) جبکہ مجموعی قرض جزدان کے لیے یہ شرح 7.7 فیصد تھی۔[13] اسی طرح بڑے حجم کے قرضے (ایک کروڑ روپے سے زائد) قرض جزدان کا 66 فیصد ہیں۔ **جدول 8.10** سے ان قرضوں کا ارتکاز وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا ہے۔

جدول 8.9: نجی شعبے کو قرضوں کی شعبہ وار تقسیم، 2007ء

	تمام صنعت	اسلامی بینک
اشیا سازی	41.8	45.5
ٹیکسٹائل	18.5	21.8
تعمیرات	2.5	4.6
بجلی، گیس اور پانی	2.6	1.6
رئیل اسٹیٹ، کرایہ داری اور متعلقہ سرگرمیاں	4.3	2.5
خرید و فروخت	8.5	11.2
نجی شعبے کے ادارے	72.1	73.8

ماخذ: شعبہ شماریات

تاہم قرض جزدان کا معیار حقیقتاً روایتی بینکوں سے بہتر ہے جیسا کہ غیر ادا شدہ قرضوں کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے۔ **جدول 8.11** سے ظاہر ہے کہ نہ صرف اسلامی بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں کی تعداد کم ہے بلکہ عدم ادائیگی سے بچنے کے لیے انہوں نے کافی حفاظتی اقدامات بھی کر رکھے ہیں۔ مزید یہ کہ 2008ء کے اعداد و شمار پر مبنی دباؤ کے جانچ کی ایک مشق سے پتہ چلتا ہے کہ خطرۂ قرض کے معمولی دھچکوں کے خلاف اسلامی بینکوں میں لچک پائی جاتی ہے۔ (**جدول 8.12**) ان بینکوں کی مضبوط سرمائے کی بنیاد انہیں خطرے کے منفی عوامل سے تحفظ فراہم کیے ہوئے ہے۔

جدول 8.10: قرضوں کی تقسیم بلحاظ حجم

فیصد حصہ

قرضے کا حجم (ملین روپے)	2007ء	2008ء پہلی ششماہی
0.1 تک	0.1	0.04
0.1 سے 0.5 تک	3.9	4.6
0.5 سے 1 تک	9.9	7.8
1 سے 5 تک	13.5	12.6
5 سے 10 تک	9.2	8.7
10 سے زیادہ	63.4	66.3

ماخذ: شعبہ شماریات

جدول 8.11: اثاثوں کے معیار کا موازنہ

فیصد

	بینکاری صنعت			اسلامی بینک		
	2005ء	2006ء	2007ء	2005ء	2006ء	2007ء
غیر ادا شدہ قرضوں اور کل قرضوں کا تناسب	8.3	6.9	7.2	1.7	1.6	1.3
خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور خالص قرضوں کا تناسب	2.1	1.6	1.3	0.6	0.6	-0.2
خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور کل اثاثوں کا تناسب	1.1	0.9	0.6	0.3	0.3	-0.1
تموین اور غیر ادا شدہ قرضوں کا تناسب	76.8	77.9	85.1	66.6	64.4	113.1
خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور تموین کا تناسب	14.1	9.7	5.6	2.9	1.9	-0.5

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی

خطرۂ قرض کے دھچکوں کے نتائج (**جدول 8.13**) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بینک غیر ادا شدہ قرضوں میں 12 فیصدی درجے (جو جون 08ء کی سہ ماہی کے دوران ہونے والے اصل اضافے کے دگنے کے مساوی ہے) اضافے کا اثر بآسانی برداشت کر سکتے ہیں کیونکہ تمام بینکوں کی دھچکے کے بعد کی شرح کفایت سرمایہ 10 فیصد سے زیادہ رہتی ہے۔ یہ بینک غیر ادا شدہ قرضوں کے زمروں میں 100 فیصد منفی تبدیلی کے خلاف بھی لچک رکھتے ہیں جس کا مطلب ہے تمام غیر معیاری قرضوں کو مشکوک قرضوں اور تمام مشکوک قرضوں کو نقصان کے زمرے میں منتقل کرنا۔ مذکورہ بالا دو دھچکوں کا مجموعی اثر بھی یہ بینک بآسانی برداشت کر سکتے ہیں۔ 10 فیصد صارفی قرضوں کے نقصان میں جانے کا دھچکا بھی یہ بینک سہہ جائیں گے۔

المختصر، اسلامی بینکوں کا خطرۂ قرض کا انتظام مناسب ہے اور ان کی سرمائے کی بنیاد اور غیر ادا شدہ قرضوں کا پوری صنعت کے مقابلے میں کم تناسب ظاہر کرتا

[13] یہ اعداد و شمار پورے شعبہ بینکاری کے ہیں۔

جدول 8.12: خطرے کے عوامل کے لیے مفروضہ دھچکے

خطرۂ قرض

سی 1: غیر اداشدہ قرضوں میں 12 فیصد اضافہ (بڑھے ہوئے غیر اداشدہ قرضوں کے لیے 100 فیصد تموین)

سی 2: قرضوں کی تقسیم بندی میں تبدیلی (تمام اوا ے ای ایم قرضے غیر معیاری بن جاتے ہیں، تمام غیر معیاری قرضے مشکوک بن جاتے ہیں اور تمام مشکوک قرضے نقصان بن جاتے ہیں)

سی 3: سی 1 اور سی 2 دونوں کا ایک ساتھ وقوع

سی 4: صارفی مالکاری کے غیر اداشدہ قرضوں اور کل قرضوں کے تناسب میں 10 فیصدی درجے اضافہ (بڑھے ہوئے غیر اداشدہ قرضے کے لیے 100 تموین)

منڈی کا خطرہ: شرح سود کا خطرہ

آئی آر 1: شرح سود میں 200 بیسس پوائنٹس کا اضافہ۔

آئی آر 2: تینوں میعاد کی شرح سود میں (50، 100 اور 200 بیسس پوائنٹس) اضافے سے خط یافت میں بلندی

آئی آر 3: تینوں میعاد کی شرح سود میں (150، 120 اور 100 بیسس پوائنٹس) اضافے سے خط یافت میں پچکاؤ

منڈی کا خطرہ: شرح مبادلہ کا خطرہ

ای آر 1: روپے کی قدر میں 13 فیصد کمی (جنوری 1994ء سے شروع ہونے والی مدت میں روپے اور ڈالر کی اوسط ماہانہ شرح مبادلہ میں سب سے بڑی تبدیلی (12.8)، ستمبر 2000ء میں)

ای آر 2: روپے کی قدر میں 10 فیصد کا مفروضہ اضافہ۔

منڈی کا خطرہ: ایکویٹی نرخ کا خطرہ

ای 1: ایکویٹی نرخ میں 30 فیصد کمی۔

ای 2: ایکویٹی نرخ میں 50 فیصد کمی۔

سیالیت کا خطرہ

ایل 1: سیال واجبات میں 5 فیصد کمی اور سیالیت کی کوریج شرح پر اس کا اثر جو عرصیت تک قائم زمرے کی حکومتی تمسکات کو سیال اثاثوں سے منہا کر کے نکالی جاتی ہے۔

ایل 2: سیال واجبات میں 10 فیصد کمی اور سیالیت کی کوریج شرح پر اس کا اثر جو عرصیت تک قائم زمرے کی حکومتی تمسکات کو سیال اثاثوں سے منہا کر کے نکالی جاتی ہے۔

جدول 8.13: حساسیت کے تجزیے کے اثرات

فیصد

		دسمبر 07ء	جنوری 08ء
		دھچکے کے بعد شرح کفایت سرمایہ	دھچکے کے بعد شرح کفایت سرمایہ
قرض کے دھچکے			
سی 1	قرضے کے معیار میں کمی	(10.6-51.9)	(10.4-48.2)
سی 2	قرضوں کے زمرے میں تبدیلی	(10.6-51.9)	(10.1-48.2)
سی 3	1 اور 2 کے تمام دھچکوں کا مجموعی اثر	(10.5-51.9)	(9.8-48.2)
سی 4	صارفی مالکاری کے غیر اداشدہ قرضوں کی شرح میں کمی	(9.7-51.8)	(9.6-48.1)
منڈی کے دھچکے: شرح سود کے دھچکے			
آئی آر 1	خط یافت میں تبدیلی	(9.9-50.9)	(9.7-46.8)
آئی آر 2	خط یافت میں تبدیلی اور بلندی	(10.1-51.2)	(9.9-47.2)
آئی آر 3	خط یافت میں تبدیلی اور پچکاؤ	(10.3-51.4)	(10.2-47.5)
منڈی کے دھچکے: شرح مبادلہ کے دھچکے			
ای آر 1	ڈالر کی نسبت روپے کی قدر میں کمی (ریکارڈ سطح)	(10.8-51.9)	(10.6-48.7)
ای آر 2	روپے کی قدر میں اضافہ (مفروضہ)	(10.7-51.9)	(10.8-47.9)
منڈی کے دھچکے: ایکویٹی نرخ کے دھچکے			
ای 1	کے ایس ای اشاریے میں کمی (ریکارڈ سطح)	(10.5-51.9)	(10.2-48.2)
ای 2	کے ایس ای اشاریے میں کمی (مفروضہ سطح)	(10.3-51.9)	(9.9-48.2)
سیالیت کے دھچکے			
احاطہ سیالیت کا تناسب		زیر دباؤ	زیر دباؤ
ایل 1	سیال واجبات میں 5 فیصد کمی	(21.9-41.9)	(14.1-43.6)
ایل 2	سیال واجبات میں 10 فیصد کمی	(17.6-38.6)	(9.3-40.5)

☆ بازل دوم فریم ورک پر مبنی

نوٹ: ان نتائج میں ان نقصانات پر تاخیر سے حاصل ہونے والے ٹیکس فوائد شامل نہیں کیے گئے۔

ہے کہ ان بینکوں میں لچک موجود ہے۔ مستقبل میں ارتکاز کا خطرہ اسلامی بینکوں کے لیے مسئلہ ہوگا گو کہ وہ قرضوں کے معمولی دھچکے برداشت کر سکتے ہیں۔

سیالیت کا خطرہ

عام بینکوں کی نسبت اسلامی بینکوں کو شریعت سے ہم آہنگ انتظام سیالیت کے وثیقہ جات کی بنا پر سیال اثاثے رکھنے پڑتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر اسلامی بینکوں کا قرضہ جات اور امانتوں کا تناسب زیادہ اور سیال اثاثوں اور مجموعی اثاثوں کا تناسب کم ہوتا ہے۔ لازمی شرح سیالیت کم ہونے کی وجہ سے اسلامی

جدول 8.14: سیالیت کی شرحیں

فیصد

	بینکاری صنعت			اسلامی بینک		
	2005ء	2006ء	2007ء	2005ء	2006ء	2007ء
قرضوں اور کل امانتوں کی شرح	70.2	74.6	69.8	119.3	101.0	78.1
قرضوں اور امانتوں کی شرح: برآمدی نو مالکاری کے قرضوں کا خالص	66.5	70.3	67.1	100.1	85.7	73.9
امانتوں کی شرح نمو	18.3	14.9	18.4	51.1	64.4	93.2
سیال اثاثوں اور کل اثاثوں کی شرح	33.7	31.9	33.6	30.4	28.2	20.5
سیال اثاثوں اور امانتوں کی شرح	43.5	42.7	45.1	41.8	40.4	20.5

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی

بینکوں کا قرضہ جات اور امانتوں کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح امانتوں کی تعداد کم ہونے کی بنا پر کچھ اثاثوں کی مالکاری ایکویٹی کے ذریعے ہوتی ہے (جدول 8.14)۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ انتظام سیالیت کے مسائل اسلامی بینک کے عرصیت کے فرق کے حوالے سے اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلی دو عرصیتوں یعنی تین ماہ تک اور تین ماہ سے ایک سال تک میں یہ فرق زیادہ تر منفی ہے۔ اس کے مقابلے میں مؤخر الذکر عرصیت میں سب سے زیادہ منفی نظر آتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واجبات کی اکثریت اسی میعاد کی ہے جبکہ اثاثے عموماً طویل تر میعاد کے ہیں۔ اس عرصیت کے حوالے سے منفی فرق روایتی بینکوں کی نسبت زیادہ ہے۔ طویل عرصیتوں میں تمام اسلامی بینک خاصا مثبت فرق رکھتے ہیں۔ زیادہ دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو اسلامی بینکوں کی اثاثوں اور واجبات کی ساخت کے مندرجہ ذیل پہلو نمایاں ہیں جو عرصیت کے فرق کی موجودہ صورتحال کا باعث بنے ہوں گے: i) چونکہ بیشتر اسلامی بینک نئے ہیں اور ان کی شاخیں بھی محدود تعداد میں ہیں اس لیے ان کے پاس ابھی تک زیادہ حجم میں جاری حسابات کی امانتیں نہیں ہیں اور وہ زیادہ تر 3 ماہ سے ایک سال تک کی میعاد کی معینہ امانتوں پر انحصار کرتے ہیں۔ ii) ان کے کے اہم لازمی شرح سیالیت والے وثیقہ جات مارکیٹ ٹریژری بلز نہیں بلکہ صکوک ہیں۔ ٹریژری بلز کی میعاد 3، 6 اور 12 ماہ ہوتی ہے جبکہ صکوک 3 سے 5 سال عرصیت کے ہوتے ہیں۔ تکنیکی طور پر تمام واجب الادا صکوک اجرا طویل مدتی عرصیت کے زمرے میں آتے ہیں پھر بھی انہیں حقیقتاً سیال تصور کیا جاتا ہے۔

حکومت کا حال ہی میں جاری کردہ اجارہ صکوک متوقع طور پر اسلامی بینکوں کے انتظام سیالیت کو بہتر بنائے گا کیونکہ یہ وثیقہ لازمی شرح سیالیت کا حامل ہے۔ تاہم تمام اسلامی بینکوں کو اب بھی سیالیت کے بہتر انتظام کے لیے کوئی بین البینک پراڈکٹ سامنے لانی ہوگی۔

منڈی کا خطرہ

منڈی کا خطرہ شرح سود میں منفی تبدیلی، ایکویٹی نرخوں میں کمی یا شرح مبادلہ میں منفی تبدیلی کی بنا پر پیدا ہوسکتا ہے۔ روایتی بینکوں کے برخلاف، جو مختلف اقسام کے حکومتی و نجی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری کرتے ہیں، شریعت سے ہم آہنگ سرمایہ کاری کے طریقوں کے فقدان کی بنا پر اسلامی بینک زیادہ تر شرح سود کے ان خطرات سے محفوظ ہیں جو بقیہ بینکاری صنعت کو درپیش ہیں۔

دھچکوں کے دباؤ کی جانچ کے منڈی کے خطرے سے متعلق نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ تمام عرصیتوں میں شرح سود میں 200 بیسس پوائنٹس کا اضافہ ان کی شرح کفایت سرمایہ کو 50 سے گھٹا کر 160 بیسس پوائنٹس کردے گا۔ کسی بھی عرصیت میں خط یافت میں 150 بیسس پوائنٹس کی تبدیلی کا اثر کم ہوگا۔

ان بینکوں کا شرح مبادلہ سے زیادہ واسطہ نہیں پڑتا۔ چھ میں سے چار بینکوں کے طویل خالص کھلی پوزیشنیں ہیں اور ان بینکوں کو روپے کی قدر میں کمی سے فائدہ ہوسکتا ہے۔

براہ ایکویٹی زخوں کا خطرہ صرف تین بینکوں کے لیے ہے کیونکہ بقیہ بینکوں کی حصص میں سرمایہ کاری نہیں۔ یہ بینک ایکویٹی کے زخوں میں 30 اور 50 فیصد کمی کے دھچکوں کا اثر برداشت کرسکتے ہیں اور شرح کفایت سرمایہ پر اثر کم ہوگا۔ اسلامی بینکوں کو ایکویٹی کے زیادہ استعمال کی اجازت ہے اور دوسرے یہ کہ جن اسٹاکس میں وہ سرمایہ کاری کرسکتے ہیں ان کی تعداد محدود ہے۔[14]

8.4 ماحصل

اسلامی بینکاری مالیات کا بہت تیزی سے ترقی کرتا ہوا شعبہ ہے حالانکہ اس شعبے کو روایتی بینکوں سے مسابقت کی بنا پر بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ اب جبکہ مصنوعات کے تنوع پر اس صنعت اور ضابطہ کار کی توجہ مرکوز ہے، رسائی بڑھ رہی ہے، ضوابطی ڈھانچے اور شریعت سے ہم آہنگ طریقوں میں بہتری آرہی ہے، اسلامی بینکاری متوقع طور پر اسٹیٹ بینک کے اسٹریٹجک پلان میں 2012ء تک منڈی کا 12 فیصد حصہ حاصل کرنے کے ہدف تک پہنچ سکتی ہے۔

14 اسلامی بینک شریعت مشیر کے بیان کردہ معیارات کے مطابق ایکویٹی میں سرمایہ کاری کرسکتے ہیں۔ یہ بات آئی بی ڈی کے سرکلر نمبر 2 بتاریخ 25 مارچ 2008ء کی شریعت سے مطابقت سے متعلق ہدایات کے ضمیمہ دوم میں مفصل بیان کی گئی ہے (باکس **8.5**)۔

باکس 8.5: اسلامی بینکاری اداروں میں شریعت سے ہم آہنگی کے لیے جامع قواعد وضوابط

اسلامی بینکاری اداروں کے ضوابطی ڈھانچے کے حوالے سے اہم پیش رفت شریعت سے مطابقت کے لیے جامع قواعد وضوابط کا اجرا ہے جو شعبہ اسلامی بینکاری کے سرکلر نمبر 02 بتاریخ 25 مارچ 2008ء کے ذریعے کیا گیا۔ مختلف متعلقہ فریقوں سے مشاورت کے بعد جاری کی گئی ''شریعت سے مطابقت کے لیے ہدایات و رہنما خطوط'' جو اسٹیٹ بینک کے شریعت بورڈ نے نظر ثانی کے بعد منظور کیے محتاطیہ قواعد اور اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ دیگر ہدایات میں اہم اضافہ ہیں۔

''اسلامی بینکاری اداروں میں شریعت سے مطابقت کے لیے ہدایات'' جن امور کا احاطہ کرتی ہیں ان میں شریعہ مشیروں کا تقرر، برطرفی اور کام، شرعی فیصلوں میں تنازعات کا تصفیہ، شریعت سے ہم آہنگ طریقے، اسلامی طریقے کے لوازمات، چیرٹی فنڈ کا استعمال، نئی مصنوعات اور خدمات کا تعارف اور خدمات کے چارجز کا نظام الاوقات شامل ہیں۔ ان ہدایات کے نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ہر اسلامی بینکاری ادارے کو ایک شریعت مشیر کا تین سال کی قابل تجدید مدت کے لیے تقرر کرنا ہوگا جس کی منظوری بورڈ آف ڈائریکٹرز ''شریعت مشیروں کے لیے مناسب وموزوں معیار'' اور اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ واضح ہدایات کے مطابق دے گا۔

☆ اسلامی بینکاری ادارہ تمام مالی امور میں شریعت مشیر کے فتوے اور فیصلے پر عملدرآمد کا پابند ہوگا۔ شریعت مشیر شریعت سے مطابقت کے ذمہ دار اہلکاروں سے باہمی رابطہ رکھتے ہوئے میعادی بنیادوں پر اسلامی بینکاری ادارے کی کارروائیوں کا جائزہ لینے کا ذمہ دار ہوگا اور اگر کسی قسم کی آمدنی کو شریعت مشیر غیر شرعی قرار دے تو یہ آمدنی اس مقصد کے لیے کھولے گئے چیرٹی کھاتے میں منتقل کردی جائے گی۔

☆ شریعت مشیر کو شریعت سے مطابقت کے حوالے سے اسلامی بینکاری ادارے کی سالانہ مالی اسٹیٹ منٹس پر ایک رپورٹ تیار کرنی ہوگی۔

☆ شرعی فیصلوں پر تنازعات کے تصفیے کے سلسلے میں اسٹیٹ بینک کے شریعت بورڈ کا فیصلہ حتمی ہوگا اور شریعت مشیر اور اسلامی بینکاری ادارہ فیصلوں اور رہنمائی کے لیے اسٹیٹ بینک کے شریعت بورڈ سے رجوع کرسکتے ہیں۔

☆ بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء کی شق 7(1)(o) کی رو سے دیے گئے اختیارات کے تحت مالکاری کے 14 شریعت سے ہم آہنگ طریقوں کو اسلامی بینکاری اداروں کے لیے جائز کاروبار قرار دیا گیا ہے۔ بی سی ڈی کے سرکلر نمبر 13 بتاریخ 20 جون 1984ء کے ضمیمہ اول، جس میں بینکوں کے لیے 12 طریقے مقرر کیے گئے تھے، ان ہدایات کا سیکشن ای موثر ہوگا۔

☆ ہر اسلامی طریقہ مالکاری کے لیے قواعد وضوابط متعین کرنے کے لیے ''اسلامی مالکاری کے طریقوں کے لوازمات'' (Essentials of Islamic Modes of Finance) کو شریعت سے ہم آہنگی کے لیے کم سے کم معیار قرار دیا گیا ہے۔ جن اسلامی طریقوں کا ذکر ان لوازمات میں نہیں ان کے لیے اکاونٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فنانشل انسٹی ٹیوشنز کے جاری کردہ شرعی معیارات کو اسلامی بینکاری ادارے اپنے شریعت مشیروں کے مشورے کے ساتھ بطور رہنما خطوط استعمال کرسکتے ہیں۔

☆ غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی یا تاخیر سے ادائیگی کے چارجز وغیرہ کے لیے بنائے گئے چیرٹی فنڈ کے استعمال کے لیے ایک پالیسی تشکیل دی جانی چاہیے جس کا شریعت مشیر جائزہ لے اور بورڈ آف ڈائریکٹرز منظوری دے۔ تاہم چیرٹی فنڈ میں سے کوئی بھی رقم بینک سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھنے والے کسی شخص کے استعمال میں نہیں آسکتی اور اس بارے میں مناسب ریکارڈ اور انکشاف کا سلسلہ ہونا چاہیے۔

☆ نئی مصنوعات اور خدمات کا آغاز کرنے سے قبل اسلامی بینکاری اداروں کو دستاویزات کا پورا سیٹ تیار کرنا ہوگا جس کی شریعت مشیر جانچ پڑتال کرے گا اور یہ دستاویزات شریعت مشیر کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ مصنوع کے نمایاں پہلوؤں کے ہمراہ اسٹیٹ بینک کو پیش کی جائیں گی۔

☆ اسلامی بینکاری اداروں کے خدمات کے چارجز کا نظام الاوقات شریعت مشیر کے دستخط کے ساتھ مقررہ طریقہ کار کے مطابق اسٹیٹ بینک کو پیش کیا جائے گا۔

☆ ان ہدایات کی خلاف ورزی پر بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔

''اسلامی بینکاری اداروں میں شریعت سے مطابقت کے لیے رہنما خطوط'' کا مقصد شریعت سے ہم آہنگی، اندرونی شرعی آڈٹ، حصص میں سرمایہ کاری، پی ایل ایس کھاتے رکھنے والے افراد کو منافع کی تقسیم کی پالیسی اور ملی رپورٹنگ اور عمومی انکشاف وغیرہ کے بارے میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ ان ہدایات میں ضروری لچک رکھی گئی ہے اور اسلامی بینکاری ادارے اپنے کارروائیوں کے حجم اور دائرہ کار کے مطابق مجوزہ طریقے اور نظام قائم کرسکتے ہیں۔ یہ رہنما خطوط ''عمل کرو ورنہ وضاحت کرو'' کی بنیاد پر جاری کیے جارہے ہیں اور اسلامی بینکاری اداروں کو ان میں سے کسی بھی ہدایت کی خلاف ورزی پر تحریری وضاحت کرنی ہوگی۔

ماخذ: شعبہ اسلامی بینکاری، بینک دولت پاکستان